

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث مدد صہ امینیہ - دہلی

محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بحیثیت

داعی الی اللہ

مقاصد خصوصیات آداب مراتب دعوت

پروپگنڈے کے غیر معمولی تاثر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ یورپ کے اس پروپگنڈے نے کہ اسلام کی اشاعت تلواریں زور سے ہوتی ہے۔ داعیوں کو یہاں تک متاثر کیا ہے کہ خود مسلمان بھی آداب دعوت و تبلیغ فراموش کر بیٹھے، تقریباً ایک صدی پوری گزر گئی کہ علمائے اسلام کے ذہن اور دماغ اس غلط پروپگنڈے کی ترید میں مصروف رہے۔ "لا اکراہ فی الدین" تو بار بار دہرایا گیا۔ اور اسکی تشریح و تفسیر میں تمام قلمی اور فکری طاقتیں صرف ہوتی رہیں، حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کبھی گئی تو اس میں بھی ہی تردیدی رنگ غالب رہا مگر قرآن حکیم نے دعوت اسلام کے جو طریقے بنائے ہیں۔ اور داعیان اسلام کے جو فرائض بیان فرمائے ہیں وہ ایک اہم اور مزوری موضوع کی حیثیت سے سامنے نہیں آ سکے۔ اس مقالہ میں یہی آداب و فرائض اختصار کے ساتھ پیش کئے جا رہے ہیں۔ عمر سے مت کہ آوازہ منور کہن شد من باز ہم قصہ دار و رسن را

محمد میاں

يا ايها النبي انا ارسلناك شاهداً ومبشراً ونذيراً وداعياً الى الله باذنه ومراجاً منه نيراً
ولبشر المؤمنين بان الله فضل كبيراً ولا تطع الكافرين والمنافقين ودع اذاهم وتوكل على الله وكفى بالله وكيلاً۔ (سورہ اہزاب ع ۶ سے ع ۲)

دوسروں کو ہم خیال اور ہم نوا بنانے کے سلسلہ میں چند الفاظ مستقل ہوتے ہیں، ان کے معنی

معنی اور مطلب ملاحظہ فرمائیے۔

- ۱۔ دعوت — بلانا، پکارنا، کسی کام پر آمادہ کرنا۔ ۲۔ داعی — بلانے والا، پکارنے والا، کسی کو کسی بات پر آمادہ کرنا۔ ۳۔ تبشیر — بشارت دینا، خوشخبری سننا۔ ایسی خبر دینا جس کا اثر فوری طور پر سننے والے کے چہرے بشر سے پر نمایاں ہو جاسے۔ ۴۔ مبشر — ۵۔ بشر — بشارت دینے والا۔ ۴۔ انذار — آگاہ کر دینا، خبردار کر دینا، خطرہ کی خبر دینا۔ خطرناک بات کے خطرہ سے خبردار کر دینا۔ ۵۔ منذر، ۸۔ نذیر۔ آگاہ کر دینے والا، خبردار کر دینے والا، ایسی بات کی خبر دینے والا جس میں کوئی خطرہ ہو۔ ۹۔ تبلیغ، ۱۰۔ ابلاغ۔ پہنچانا۔ ۱۱۔ مبلغ۔ پہنچانے والا۔

لیکن اسلام ان الفاظ کو خاص خاص ذمہ داریوں کا عنوان اور خطاب قرار دیتا ہے۔ اسلام کا مطالبہ ہے کہ جب بھی یہ الفاظ استعمال کئے جائیں تو استعمال سے پہلے ان ذمہ داریوں کا احساس ضروری ہے، ورنہ یہ استعمال چرب زبانی، اور ایک طرح کا شاعرانہ تخیل ہو گا جو بارگاہ رب العزت میں سب سے زیادہ مبغض اور مردود ہے۔ لم تقولون مالا تفعلون۔ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔ (کیوں کہتے ہو ایسی بات جو کرتے نہیں ہو، یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی زیادہ مبغض اور قابل نفرت ہے کہ وہ بات کہو جو کرتے نہیں) شعر کو آوارہ گردوں کا قافلہ اسی لئے کہا گیا کہ: یقولون مالا یفعلون۔ (وہ کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے) نیز ارشاد ہے:

لَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا آتَوْا
وَيُحِبُّونَ أَنْ يَتَّخِذُوا
فَلَا تَحْسِبَنَّ هُمْ بِفَانِزَةٍ مِنَ الْعَذَابِ
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (آل عمران رکوع ۱۹)

نانشنا اور قامہ بنت کہل میں (ترجمہ برگزالیانہ سمجھنا کہ وہ (آئے واسطے) عذاب سے بچے رہیں گے۔ نہیں۔ یقیناً ان کے لئے (دروازہ کرنے والا) دردناک عذاب ہے۔

ترجمہ آیات | اسے بنی ہم نے تم کو بھیجا بتانے والا اور خوشی سنانے والا اور ڈر (سنانے والا)

لہ ان تمام ذمہ داریوں کی تفصیل و تشریح بہت طویل ہے۔ مگر اس مختصر مضمون میں صرف اشارات کی گنجائش ہے جو آئندہ صفحات میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

اور بلاسنے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چراغ چمکتا اور خوشی سنا۔ (خوشخبری دے) ایمان والوں کو کہ ان کو ہے خدا کی طرف سے بڑی بزرگی (مغنیّت) اور کہا نہ مان منکروں کا اور دعا بازوں کا اور چھوڑ دے ان کو ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بناسنے والا (مصحح القرآن) آیت کا اردو ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے الفاظ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ انہیں الفاظ کے دامنوں میں آداب و مقاصد تبلیغ کے جو قیمتی جواہر پارے چھپے ہوئے ہیں اب ان کی طرف توجہ فرمائیے۔

آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد بیان کئے گئے ہیں فرائض با طریقہ کار بتانا۔ آیت کا مقصد نہیں ہے، مگر خبری یہ ہے کہ بیان مقاصد کے لئے جو الفاظ لائے گئے ہیں ان سے فرائض، طریق کار اور مبلغ کی خصوصیات پر یہی روشنی پڑتی ہے۔

شہاداً | سب سے پہلا لفظ شاہد ہے۔ شاہد، شہادت دینے والا "شہادت کا مدار شاہدہ پر ہوتا ہے، جرات خود اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو یا اپنے کانوں سے سنی ہو۔ اسکی شہادت دی جاسکتی ہے۔ ایسی بات بلا کسی جھجک کے ڈنکے کی چوٹ پورے بھروسہ اور یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے اور دوسروں کو بھی اس کے مان لینے اور تسلیم کر لینے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی بناء پر شاہد کا فرض ہے کہ اگر اس کے دل میں کھوٹ نہیں ہے تو وہ اپنے مشاہدہ کو یقین اور بھروسہ کی پوری قوت کے ساتھ بیان کرے ورنہ وہ شہادت کا حق پورا ادا نہیں کرے گا۔

بنی اور فلسفی کا فرق | بنی اور فلسفی میں یہی فرق ہوتا ہے کہ بنی جو کچھ کہتا ہے وہ یقین اور اذعان کی پوری قوت کے ساتھ کہتا ہے اس میں کوئی تردد، کوئی شک و شبہ، کوئی دہم یا احتمال اسکو نہیں ہوتا، کیونکہ وہ اس یقین کی بنیاد پر کہتا ہے، جو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں کسی ایسے ذریعہ سے پیدا کر دیتا ہے جو مشاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسکو اور صرف اسی کو حق سمجھتا ہے اور اس بناء پر وہ اس حق کے لئے ہر قربانی پیش کرنے اور ہر ایک مصیبت جھیلنے کیلئے تیار رہتا ہے، ایک شخص جو کسی بلندی پر کھڑا ہوا آفتاب کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے، دنیا بھر کے اندھے بہرے یا وہ لوگ جو اس بلندی سے نیچے ہیں جو آفتاب کو نہیں دیکھ رہے ہیں یہ سب اپنی فوج بتا کر اس کو مجبور کرنا چاہیں کہ وہ قرص آفتاب کے مشاہدہ سے انکار کر دے تو اگر وہ بزدلی کا مریض نہیں ہے تو وہ اس پوری فوج کے ہر ایک مواخذہ کو برداشت کرنے کے لئے تیار

ہو جائیگا۔ اور اس کے لئے تیار نہ ہوگا کہ خود اپنی زبان سے اپنی آنکھوں کو جھٹلائے فلسفی یا محقق کے پاس مشاہدہ نہیں ہوتا۔ نہ مشاہدہ جیسی کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس کے پاس "ظنون" قیاسات اور تجربات ضرور ہوتے ہیں۔ مگر مخالف احتمالات کی پرچھائیاں ان کو اسی طرح دھندلا بناتی رکھتی ہیں کہ یقین کا نور اسے میسر نہیں آتا، وہ اطمینان قلب سے محروم رہتا ہے جب یقین اور اطمینان کی دولت خود اسے میسر نہیں ہوتی تو وہ دوسروں کو یہ دولت کہاں سے بخش سکتا ہے۔ مورخ کے پاس روایات کا ذخیرہ ضرور ہوتا ہے۔ مگر لبا اوقات اصول مسلمہ کے طور پر یہ بھی تسلیم ہوتا ہے کہ "دروغ برگردن راوی" سائنس کے انکشافات نے بہت سے فکری نظریات اور "تھیوریوں" کو مشاہدہ کی حیثیت دے دی ہے۔ مگر اس کے باوجود ان کو اعتراف ہے کہ کائنات کے راز ہائے سربستہ سے وہ اب تک پوری طرح واقف نہیں ہو سکے ہیں۔ ہر ایک راز کے تحت میں ایسے بہت سے راز ہیں جن کے صحیح انکشاف کیلئے نسل انسانی کو ابھی صدیاں گزارنی ہوں گی، لہذا جو کچھ آج کہا جا رہا ہے وہ آخری فیصلہ نہیں ہے۔

نبی کی بہت بڑی خدمت اور نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم ترین احسان یہ ہوتا ہے کہ وہ نوع انسانی کو یقین و اذمان کی وہ بیش بہا دولت عطا کرتا ہے کہ دنیا کی کوئی دولت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، پھر یہ یقین ان بنیادی باتوں کے متعلق ہوتا ہے جو انسان کی تعمیر شخصیت کیلئے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں مگر عجیب بات یہ ہے کہ ان کے متعلق صحیح علم حاصل کرنے کا کوئی مادی ذریعہ آج تک ایجاد نہیں ہوا مثلاً کائنات عالم اور نظام قدرت کے اس پورے کارخانہ میں جو ہمارے سامنے ہے، انسان کی حیثیت کیا ہے وہ قطعاً ادارہ و آزاد ہے یا اس کو جواب دہی کرنی ہوگی، موجودہ زندگی کا تعلق مابعد الموت سے کیا ہے۔ موت فنا محض ہے یا اسکی حقیقت انتقال ہے یعنی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو جانا۔ اگر انسان ایک ایسی ابدی حقیقت ہے جو موت سے وہ فنا نہیں ہوتی تو بعد الموت اس کو کیا کرنا ہوگا کس طرح کرنا ہوگا۔ جب تک ان جیسی بنیادی باتوں کے بارے میں یقین اور وثوق پیدا نہ ہو۔ نہ جدوجہد اور حرکت عمل کا رخ صحیح ہو سکتا ہے، اور نہ عمل اور سعی میں یکسانیت اور استقامت پیدا ہو سکتی ہے۔ یعنی اخلاقی اور روحانی لحاظ سے اسکی شخصیت تعمیر سے قطعاً محروم رہتی ہے۔ آپ ایک تصور قائم کیجئے، مثلاً کسی نبی کی تعلیم سامنے نہ ہو صرف فلاسفہ کی تحقیقات اور روشنگاریاں ہوں، پھر حتیٰ کا کوئی تلاشی انہیں چند سوالات کے متعلق جو مثالی طور پر بیان کئے گئے ہیں ان سے

اطمینان حاصل کرنا چاہیے۔ تو کیا کبھی یہی نور الیمینان کی مسرت اور مجموعی اس کو میسر آسکتی ہے۔ ہاں ایسی مثالیں ضرور ہیں کہ انہیں سوالات میں جو غلطیاں و پچاں ہتھے اور تلاش و جستجو کی وادیوں میں بھٹک رہے ہتھے، ان کو روشنی نظر آئی اور پھر وہ اس روشنی ہی کے ہو گئے۔ لیکن یہ روشنی فلسفہ یا سائنس کی نہیں تھی بلکہ وہ روشنی ہی تھی جو زیر بحث ہے جسکی کرن شمع نبوت کی لوسے پھوٹی ہے۔

فخر | یہ کہ لفظ شاہد نے ایک طرف خود بنی کے اذعان و یقین کی شہادت دی اور دوسری جانب ہر ایک داعی کو رہنمائی کر دی کہ اس کو دعوت اسی چیز کی دینی چاہئے جسکی صداقت کا اس کو اس طرح یقین ہو جیسے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ یا اپنے کانوں سے سن رہا ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ جسکی دعوت سے اسکو بلا کسی بھجک کے ایسے یقین اور وثوق کے ساتھ بیان کرے جس طرح ایک انسان خود اپنے مشاہدہ کو اذعان و یقین کی پوری قوت سے بیان کیا کرتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروکار جس بات کی دعوت دیتے ہیں اسکی شان یہی ہوا کرتی ہے اور اسی لئے وہ اس کے مقابلہ اور مخالفت پر ایک مصیبت کو انگیز کرتے اور ہر ایک قربانی کو برداشت کرنے کیلئے تیار رہا کرتے ہیں۔

بمشرأ۔ بشارت دینے والا، خوشی سنانے والا۔ جب بنی یقین اور اذعان کی دولت پیش کر رہا ہے تو یہ بہت ٹیڑھی بشارت اور مردہ جانفزا ہے، ان خستہ جان تشنہ کاموں کیلئے جو تلاش حق میں اپنی عمریں صرف کر رہے ہیں، اور جان عزیز کی تمام آسودگیاں اس جستجو میں قربان کر رہے ہیں یہی ان کے سوکھے ہونٹوں کو حق و صداقت کے آب حیات سے تر کرے گا اور انکے مرجھائے ہوئے دلوں پر اطمینان کا یہ سایہ رکھیگا۔ لیکن جو لوگ خالی الذہن ہیں یا جو طالب حق ہیں مگر ان کی طلب پیاس کی حد تک نہیں پہنچی۔ ان کے دلوں میں حق و صداقت کا بیج بونے یا اگر وہ کسی درجہ کی طلب رکھتے ہیں تو اس طلب کو بڑھانے اور تلاش جستجو کی حد تک پہنچانے کیلئے یہی ہو سکتا ہے کہ سزا اور عذاب کی باتیں ان کو سنائی جائیں اور اس آفت اور وبال سے انکو خوف زدہ کیا جاوے۔ جو دنیا یا آخرت میں ان پر پڑ سکتا ہے۔ مگر آیت کریمہ میں لفظ بمشرأ پہلے لایا گیا ہے۔ جس کا اشارہ یہ ہے کہ بنی اور داعی کا پہلا کام یہ ہے کہ سہمانے اور خوف زدہ کرنے کی بجائے بشارت کے پہلو کو مقدم رکھے۔ مایوس کرنے کی بجائے اس کو مانوس کرے اور پورا امید بنائے۔ خوف زدہ انسان کا عمل قہری اور جبری ہوتا ہے۔ اس میں امنگ اور حوصلہ نہیں ہوتا۔ زندگی اور ترقی کیلئے حوصلہ اور امنگ کی ضرورت ہے بنی کی دعوت پیغام زندگی ہے۔ پس اسکی تعلیم میں بشارت

کا انداز نمایاں ہوتا جاتا ہے، تاکہ قوم کے قالب بے جان میں زندگی پیدا ہو اور فروغ پاسے۔ عذاب کی بات اس وقت ہے جب اس بشارت سے سرتابی کر کے وہ خود عذاب کی طرف قدم بڑھانے لگے۔

آپ نے سنا ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی اجتماع میں جس میں صرف اہل ہاشم کے افراد کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دعوت اسلام پیش فرمائی۔ یہ فرمایا تھا میں وہ بات پیش کر رہا ہوں کہ اس جیسی بات کسی عربی نوجوان نے عرب کے سامنے آج تک نہیں کی۔ اس میں دنیا کا بھی فائدہ ہے، اور دین کا بھی۔ اس پر عمل کیا جاوے تو پوری دنیا عرب کے سامنے سر نیاز بخم کر گئی، آخرت کی کامیابی کے ساتھ دنیا کی کامیابی بھی عربوں کو حاصل ہوگی اس تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم یا آتش دوزخ کا نام تک نہیں لایا۔ بلکہ صرف عروج و ترقی کی بشارت بھی سنائی۔ یہی کام داعی حق اور مبلغ شریعت کا ہے۔ نقصان سے پہلے فوائد سناتے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

نذیر: ”ڈسنانے والا“ خطرہ سے آگاہ کرنے والا۔ شاہی فرامین ہوں یا جمہوری حکومتوں کے قوانین ان میں قوت و طاقت سزا کی دھمکی سے پیدا کی جاتی ہے۔ مثلاً دفعہ ۱۴۷ صوابہ نو جداری پر عمل نہ کیا گیا تو دفعہ ۱۸۷ کے بموجب ۶ ماہ تک کی قید اور ایک ہزار تک جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ مگر قرآن شریف میں بنی یا داعی کیلئے جو الفاظ لائے گئے ہیں وہ دھمکی و عیب اور وحشت انگیزی کے تصور سے پاک ہیں۔ قرآن پاک میں مختلف عنوانوں سے بتا دیا گیا ہے کہ بنی پولیس افسر یا کلکٹر کی حیثیت نہیں رکھتا کہ مجرموں کو سزا دلوائے۔ یا سزا دینے کی کوشش کرے۔ بنی پدر مہربان یا مشفق استاد اور مربی ہوتا ہے، جو نوع انسانی کو جو اس کے اہل و عیال کے درجہ میں ہوتی ہے۔ بڑے کریکٹر کے نتائج بد سے آگاہ کرتا ہے۔ بیشک خوف اور ڈر کی بات یہاں بھی کہی جاتی ہے۔ مگر دھمکی کے انداز میں نہیں بلکہ خیر خواہ کے انداز میں جو اپنی آوارہ منش اولاد کو بہت ہی درد بھرے انداز میں بار بار سمجھاتا ہے کہ اسکی آوارگی کے نتائج کیا ہوں گے، قانون کے متعلق عام محاورہ یہ ہے کہ وہ ”گونگا بہرہ“ ہوتا ہے، اس کو اس کا احساس نہیں ہوتا کہ اس کی زد میں کون آرہا ہے اور کس کو کتنا نقصان یا نفع پہنچ رہا ہے، انصاف پسند اور پابند قانون حاکم کے متعلق بھی یہی محاورہ

ہے کہ وہ "عقیم" اور بانجھ ہوتا ہے، جو پدرانہ شفقت کی دلگیری سے محروم اور نا آشنا ہوتا ہے لیکن مہربان باپ نہ گونگا بہرہ ہوتا ہے، نہ عقیم اور نا آشنا درد۔ بلکہ اس کے دل کا ہر ایک ریشہ درد مند ہوتا ہے، وہ اپنی اولاد کی آوارگی سے ہر وقت کڑھتا رہتا ہے اور اس کی کڑھن اس پر نہیں ہوتی کہ اولاد اس کی خدمت کیوں نہیں کرتی وہ اس کے حق میں لاپرواہ اور گستاخ کیوں ہے بلکہ اس کی کڑھن اس پر ہوتی ہے کہ اس گستاخی اور لاپرواہی کے نہایت خراب نتیجے اس کی اولاد کے سامنے آنے والے ہیں۔ وہ سمجھاتا ہے کہ ان حرکتوں کا نتیجہ تمہارے سامنے آنے والا ہے۔ وہ بہت خراب اور بھیانک ہو گا۔ باپ کا دل اس بھیانک نتیجے کے تصور سے لرزتا ہے۔ یہاں تک کہ بسا اوقات وہ اپنے قابو میں نہیں رہتا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اولاد اس کا کہنا نہیں مانتی وہ اس کو کہنے اور سنانے میں اپنی پوری ہمت صرف کر دیتا ہے۔ اسی کہنے اور سنانے اور نتائج بد سے آگاہ کرنے کا نام "انذار" ہے۔ پس منذر وہ پدر مشفق ہے، جو اپنی اولاد کو اس کی کج روی کے نتائج بد سے بار بار آگاہ کر رہا ہے۔

(باقی آئیدہ)

دعوات حق

حصہ اولے

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے بلند پایہ اور حکمت آفرین مراعات اور خطبات کا مجموعہ و اصلاح و ہدایت اور وعظ و ارشاد کا گنج بے بہا نہایت خوبصورت کتابت، آفسٹ طباعت و موسے زائد صفحات، قیمت صرف تین روپے تین کتب طلب فرمانے پر محصول ڈاک معاف۔ ۱۰ یا اس سے زائد پر ۲۵٪ کمیشن دی جائے گی۔ آج ہی طلب فرمادیں۔

شائع کردہ

مولانا احمد عبد الرحمن صدیقی مکتبہ حکمت اسلامیہ نوشہرہ صدر